عفت طاہر

یہ نہ تھی ہماری قسمت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

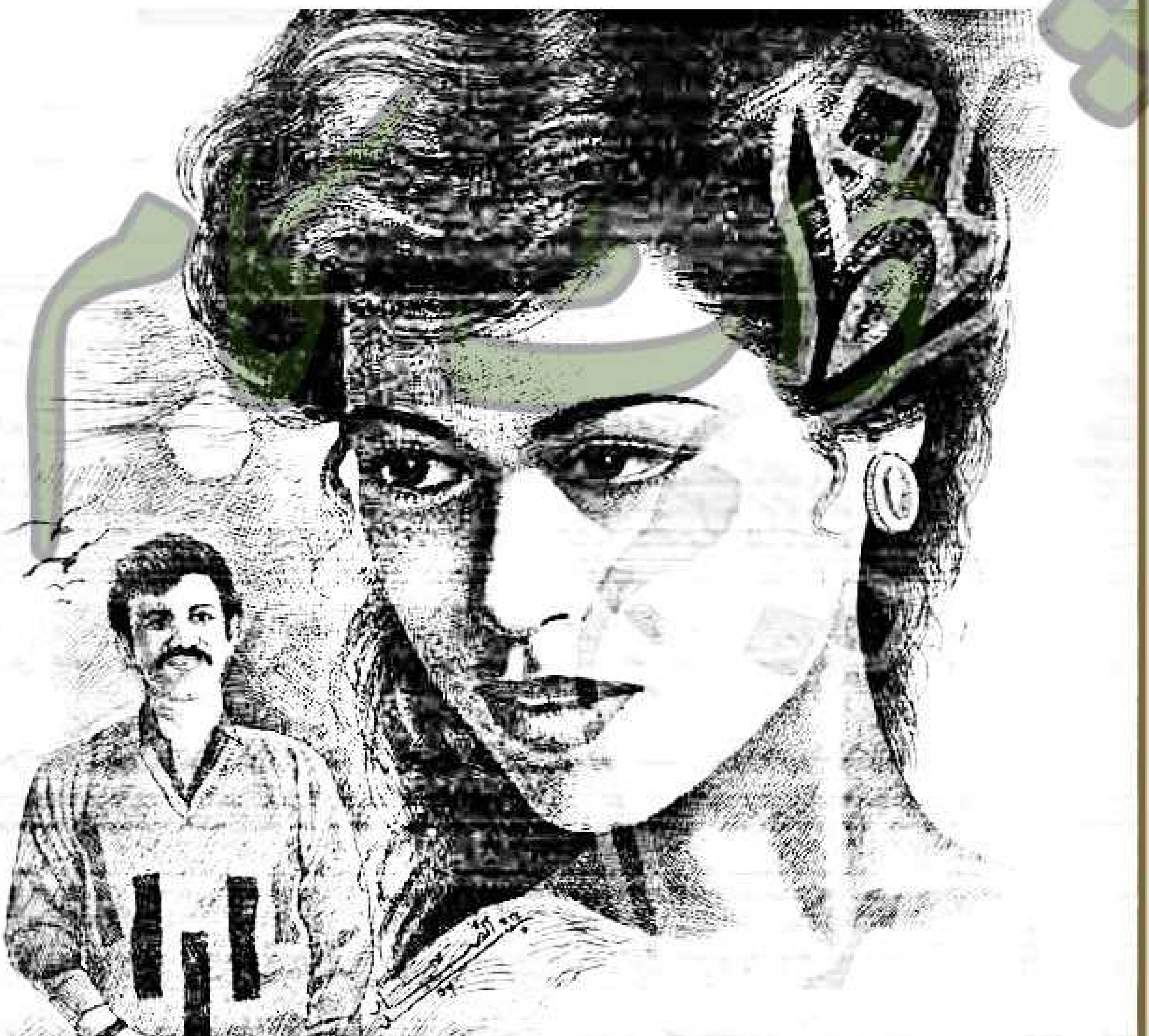

عفت طاہر

یہ تھی ہماری قسمت

ادھر رمضان المبارک کا وسط آیا' ادھر میری ازمیر بٹ سے خود ساختہ خفگی اڑن چھو ہو گئی۔ عید کارڈ پسند کرنے ہی میں چار دن نکل گئے۔ عید کارڈ سامنے رکھے پین ہونٹوں میں دبائے میں گہرے غور و فکر میں تھی' جب مینا اور فائقہ آئیں۔

"تم کیوں اتنے صدمے کی کیفیت میں بیٹھی ہو؟ روزہ لگ رہا ہے یا کسی کو "افسوس نامہ" لکھنے لگی ہو؟"

یہ فضول سے تجزیے کسی اور کے نہیں بلکہ میری مستقبل کی نند صاحبہ کے تھے' جسے میں نے خالص بھابیانہ انداز میں گھور کے دیکھا اور جتانے والے انداز میں کہا۔

"صدمے کی نہیں یہ گہرے استغراق کی کیفیت ہے۔"

"یہ کون سا راک ہے؟"

فائقہ کی اردو ایسی ہی لنگڑی لولی تھی۔

"یہ راک میوزک والا راک نہیں' غرق ہونے والا استغراق ہے۔" میں نے ملامتی انداز میں کہا' تو فائقہ کی باچھیں کھلیں۔

"یعنی اپنی روبحاگل غرق ہونے جا رہی ہے؟"

"جا نہیں رہی' بلکہ غرق ہو چکی ہے۔" زرمینہ نے صوفے پہ لمبا لیٹتے ہوئے تصحیح کی۔

"یعنی۔۔۔ ازمیر بٹ اب فارغ شدہ ہے؟" فائقہ نے کمینگی سے کہا تو میرے نہ رکنے والے کوسنے شروع ہو گئے۔

زرمینہ نے بوکھلا کر میرے آگے ہاتھ جوڑے۔

"شرم کرو' کسی کے ہینڈسم منگیتر پہ نظر رکھنے والی۔" یہ میرا آخری جملہ تھا۔

"منگیتر بھی وہ جو تمہیں منہ نہیں لگاتا۔"

فائقہ نے اطمینان سے کہا تو زرمینہ کی زبان بھلا پھسلنے سے کیسے رہ سکتی تھی۔

"یہ تو وہ ویکینسی ہے' جس کے ہر وقت خالی ہونے کا چانس ہے۔"

"اس ساری بکواس پر میں صرف اتنا سا تبصرہ کروں گی کہ چونکہ تم لوگوں کے نصیب ابھی تک سوئے ہوئے ہیں' کسی گنجے یا ریٹائرڈ کی نگاہ تم لوگوں پر نہیں پڑی' اس لیے میری قسمت اور حسن و خوبصورتی سے جیلس ہوتی ہو' باقی چونکہ ابھی میں روزے کی حالت میں ہوں' اس لیے کوئی فضول بات نہیں کہہ سکتی۔"

مینا نے صوفے پر سے کشن اٹھا کے مجھے دے مارا۔

اس بدمزگی' بلکہ اس جنگ کے درمیان ازمیر بٹ کے لیے خریدا گیا کارڈ شہید ہو گیا اور ہم تینوں کو معمولی کھرونچیں آئیں۔

* * *

"سمجھ میں نہیں آ رہا کہ شعر کون سے لکھوں۔"

فائقہ اور زرمینہ سے منہ ماری بلکہ "ہاتھ ماری" کے بعد میں نے ماہین پڑھاکو کی مدد چاہی۔

"شعر لکھنے کی ضرورت بھی کیا ہے' بس عید مبارک لکھ کے پکڑا دو۔" وہ آرام سے بولی۔

"ایسے ہی' میرو بے چارہ اپنے دوستوں میں شرمندہ ہوتا رہے' جنہیں رومانٹک شعروں سے سجے عید کارڈز موصول ہوئے ہوں گے۔" میں نے برا مانتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔۔۔" اس نے انگلی سے ناک پر پھسلتی عینک اوپر کی۔

"فی شعر پچاس روپے ہوں گے۔"

"لے لینا۔ (کمینی)۔" آخری لفظ میں نے دل میں کہتے ہوئے بظاہر بڑے کھلے دل کا مظاہرہ کیا۔

"اچھا تو لکھو' عید کے حوالے سے بہت مزے دار سا شعر ہے۔" وہ مدبرانہ انداز میں کہتے ہوئے رکی تو میں نے جلدی سے کاغذ پنسل سنبھالی۔

عید کی سویاں پکی ہیں سب لوگوں نے چکھی ہیں
مت رو ازمیر بٹ' تیرے لیے بھی رکھی ہیں

"ہیں۔۔۔؟؟" میرا ہاتھ ہی نہیں منہ بھی لٹک گیا۔

"اس قدر "مزے دار" اور "ذائقہ دار" شعر نہیں چاہیے مجھے۔"

"اچھا' تو پھر جو شعر تمہیں پسند نہ آیا اس کے ڈسکاؤنٹ کے ساتھ بیس روپے ہوں گے' اب ظاہر ہے میں تو اپنا ذہن دونوں کے لیے ہی استعمال کروں گی نا۔"

اسے تو موقع ملا تھا' میری حق حلال کی کمائی لوٹنے کا۔

"حالانکہ ایسی باتیں کرتی تم بہت ذلیل اور ہندو بنیا ٹائپ شے لگ رہی ہو' مگر چونکہ میں روزے سے ہوں اس لیے تمہیں کچھ کہہ نہیں سکتی۔" اپنی طرف سے تو میں نے بہت بھگو کے ماری مگر ادھر پروا کسے تھی۔

بے نیازی سے پوچھا گیا۔

"تھوڑا سا آئیڈیا تو دو' کیسا شعر چاہیے تمہیں؟"

وہ شاید شرافت کی جون میں آ گئی تھی' میں نے بھی حوصلہ پکڑا۔ "بھئی بڑے بڑے شاعروں کے شعر ہوں' وہ یہ نہ سمجھے کہ ٹرک یا رکشہ کے پیچھے سے نقل کیے ہیں۔"

ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہ گنواؤ ناوک نیم کش
دل ریزہ ریزہ گنوا دیا
جو بچے ہیں سنگ سمیٹ لو
تن داغ داغ لٹا دیا

میں پنسل پکڑے بیٹھی رہ گئی اور اس نے توپ کے گولے کی طرح شعر داغ بھی دیا۔

اور خدا گواہ ہے، جو ایک لفظ بھی میری سمجھ دانی کا ڈھکن کھول کے اندر گرا ہوا۔

"فارسی کا شعر تو نہیں کہا تھا میں نے۔" میں نے احتجاج کیا۔

"یہ فارسی کا نہیں جاہل فیض کا شعر تھا۔" اس نے ملامتی نظروں سے مجھے دیکھا۔

"تو اب اتنے بڑے شاعر کا شعر بھی نہیں کہا تھا، چالیس، پینتالیس سال والے کا شعر بھی چلے گا۔"

میں کھسیائی تو وہ مجھے قدرے گھور کے بولی۔

"اچھا، اس والے کے بیس روپے تو نکالو پہلے۔"

جی تو چاہا بیس فی البدیہہ لعنتیں سنا کر وہاں سے اٹھ لوں، مگر ہائے دل، ہائے یہ دلداریاں، مجبورا" روپے دینے پڑے۔

"اچھا اب ذرا آسان آسان سے شعر لکھواؤ نا، وہ جیسے۔"

ہر لفظ کتابوں میں تیرا عکس لیے ہے
اک چاند سا چہرہ ہمیں سونے نہیں دیتا

رومانٹک، خواب ناک سا، جسے پڑھ کے وہ تڑپ اٹھے۔ مجھ پہ قربان ہو جائے۔ میری محبت میں گوڈے گوڈے ڈوب جائے۔" میں نے ٹھنڈی آہ بھری، تو اس نے دانت پیسے۔

"نہ، یہ لفنگوں والی سوچیں اور گفتگو لے کر آئی ہو تم میرے پاس روبحا گل! ابھی جو میں چاچو یا تایا جان کو تمہاری یہ گفتگو بتاؤں تو لڑائی شروع ہو جائے کہ دادا جان کی تاریخی بندوق کی پہلی گولی تم پر کون چلائے گا۔"

"تاریخ گواہ ہے کہ یہ میرا جائز منگیتر ہے۔" میں نے ڈھٹائی سے کہا۔

"نہ اب تمہارا روزہ نہیں ہے، روزے دارنی؟"

اس نے گویا مجھے "تھانے دارنی" کا لقب دیتے ہوئے دانت کچکچائے۔

"بس، بس، اپنی بکواس کسی اور کزن کے لیے سنبھال کے رکھو، اور مجھے فٹافٹ شعر لکھواؤ۔ تم میرے ساتھ بیس اور پچاس روپے والا کنٹریکٹ کر چکی ہو، اشٹامپ تیار نہیں ہوا تو کیا، روزے کی حالت میں مکرو گی تو سیدھی دوزخ کے اس حصے میں جاؤ گی جہاں چھ چھ گز لمبے سانپ ہوں گے۔" میں نے اس کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا تو وہ کپکپا اٹھی۔

"اب ذرا آسان سا، حقیقت پر مبنی شعر لکھواؤ۔" مجھے اس کی حالت نے مزہ دیا تو میں نے اور رعب جھاڑا

"اچھا خبیث روح لکھو۔"

دور سے دیکھا تو گائے دم ہلا رہی تھی
پاس جا کے دیکھا تو گائے دم ہلا رہی تھی

اس نے تلملاتے ہوئے، جو شعر غوری میزائل کی طرح داغا اسے سن کے تو میرے ہاتھ میں تھاما قلم بھی مارے غصے کے لرزنے لگا۔

"یہ شعر ہے۔۔۔؟"

"شیر نہیں گائے، بھلا شیر کی ہلتی دم کو پاس جا کے کون دیکھے گا۔" اس نے تصحیح کی۔

"اس شعر میں بتایا گیا ہے کہ جس شخص نے گائے کی ہلتی دم کو پہلے دور سے اور پھر قریب سے دیکھا، اس کی نظر کمال کی تھی، یعنی جو اس نے دور سے دیکھا قریب جا کے بھی وہی نکلا، اسے کہتے ہیں حقیقت پر مبنی شعر۔"

اس کی اس قدر اعلا تشریح پر کوئی اردو کا استاد ہوتا تو یقینا" پھڑک کر جان دے دیتا، مگر فی الحال تو میرے ہاتھ اس کی گردن دبانے کو بے قرار ہو رہے تھے۔

"مگر از میرٹ کی دم نہیں ہے، ماہین بی بی! اور اسے پتا ہے کہ میری دور اور نزدیک کی نظر بالکل ٹھیک ہے یوں "تار" دینے سے کون سا اس کی معلومات میں اضافہ ہو جائے گا۔" میں تحمل دکھانے پر "مجبور" تھی۔ "تو یہ لکھ لو۔"

شکستہ خواب و شکستہ پا ہوں مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا
میں آخری جنگ لڑ رہا ہوں مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا

"خدا نہ کرے، میرا کون سا آخری وقت آگیا ہے۔" میرا دل دہلا۔

ہماری داستان شوق سن کر
مقدر کو پسینہ آگیا ہے!

یا پھر وہ تم پر فٹ بیٹھے گا

اس کا ملنا ہی مقدر میں نہیں تھا ورنہ
ہم نے کیا کچھ نہیں کھویا اسے پانے کے لیے

"واقعی۔۔۔" میں نے بیس روپوں والی ڈھیری میں ایک اور نوٹ ڈالتے ہوئے گہری آہ بھری۔

"وہ اگر مل کے بچھڑتا تو کوئی بات بھی تھی، جس کو پایا ہی نہیں، اسے کھونا کیسا؟"

میں دیکھ رہی تھی کہ اس "چشماٹو" کی توجہ اشعار کے ڈھیر پہ کم اور نوٹوں کے ڈھیر پہ زیادہ تھی۔

تھا منیر آغاز ہی سے الگ راستہ اپنا
اس کا اندازہ سفر کی رائیگانی سے ہوا

وہ سانس بھر کے بولی۔

"کمینی۔۔۔ شعروں کے چناؤ سے لگ رہا ہے کہ اس کا بھی میرو پہ دل آگیا ہے۔" میں اندر ہی اندر کلس رہی تھی۔ میرا منہ لٹکا دیکھ کے یقینا" اسے میرے دلی جذبات کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا۔

"تمہارا خدا ہی حافظ ہے روبحا گل! کیونکہ تمہارے چھوٹے سے دماغ میں میرا اعلا پائے کا انتخاب نہیں سما سکتا۔" اس نے مجھے ہری جھنڈی دکھائی۔

"تو کیا تمہیں واقعی ان فارسی، پشتو اور الیہ اشعار کے علاوہ اور کچھ نہیں آتا؟؟؟"

میں اس کی طبیعت صاف کرنے سے پہلے احتیاطا" جان لینا چاہتی تھی۔

"نہ۔۔۔"

بڑی بے مروتی سے کہہ کر اس نے اپنی "کمائی" کی طرف ہاتھ بڑھایا تو میں شیرنی کی طرح اپنے روپوں پر جھپٹ پڑی۔

"خبردار۔۔۔ خبردار جو میری حق حلال کی کمائی کو تم نے چھوا بھی تو، نکمی، نالائق، چشماٹو، لالچی بلی، مجھے تو یاد ہی نہیں رہا، نقل کر کے تو تم ہر کلاس میں پاس ہوتی رہی ہو، اور خدا جھوٹ نہ بلوائے تو میٹرک میں تم نے اپنی دوست کے انکل کی سفارش سے نمبرز لگوائے تھے اور ایف اے میں بھی دوبارہ سپلیمنٹری کے بعد تیسری بار اردو میں کلیئر ہوئی تھیں۔"

میں نے اپنی رقم سمیٹتے ہوئے ایک ہی سانس میں اس کے اگلے پچھلے "کرتوت" گنوائے تو وہ ہکا بکا رہ گئی۔ میں کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتی پاؤں پٹختی اس کے کمرے سے باہر نکل آئی۔

میں سخت مایوس اور بددل تھی۔

"حد ہو گئی یعنی کہ، اس گھر میں کوئی بھی "باادب" شخصیت نہیں رہتی۔"

عید میں فقط دو روز بچے تھے اور کم بخت ایک بھی ڈھنگ کا شعر نہیں ملا تھا۔

میں پیپرز اور پین لیے افسردہ سی برآمدے میں آ بیٹھی۔

"اف۔۔۔ میرو کیا سوچے گا، اس قدر بدذوق منگیتر ہے اس کی۔" میرا تو دل ٹکڑے ہوا جا رہا تھا۔

"یہ تم صبح صبح یہاں بیٹھی کون سے تعویذ تیار کر رہی ہو؟" از میرٹ جاگنگ کر کے لوٹا تھا، مگر میں اپنے غم میں اس قدر مستغرق تھی کہ اسے گیٹ سے آتے نہ دیکھ پائی، سو اس کی بارعب آواز سن کے اچھلنا لازمی تھا۔

"خدا نہ کرے، میں کیوں کرنے لگی تم پہ تعویذ۔" میں سنبھلی تو اس نے سرہلایا۔

"سمجھا، مجھ پہ تعویذ ہو رہے ہیں۔"

"جی نہیں، اکچوئلی میں اپنی پڑھائی کو بہت سیریسلی لیتی ہوں، ان نکمی پوستیوں کی طرح نہیں جو ابھی تک بستر میں اینڈھ رہی ہیں، بلکہ دادو تو مجھے میری سحر خیزی کی وجہ سے جنت کی چڑیا کہتی ہیں۔ یوں بھی دادو کہتی ہیں کہ صبح سویرے کا پڑھا اچھے سے یاد ہو جاتا ہے۔"

بھلا تھا اس وقت کوئی مجھ سا معصوم۔۔۔؟

وہ بھی حیران ہوا، پھر اس نے اچک کر میرے پیپرز دیکھے۔

"تب ہی تمہارے دماغ کی طرح تمہارے پیپرز بھی

ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

خالی ہیں۔" وہ طنزیہ کہتا اندر چلا گیا تو میں فائل پہ مکامار کے رہ گئی۔ مجال تھی جو یہ بندہ میرا کوئی امپریشن جمنے دیتا۔

"پریشان ہو۔۔۔؟" فائقہ اچانک ہی برآمدے کا دروازہ کھول کے آئی تھی۔

"ہاں۔۔۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"شعر لکھنا چاہتی ہو؟"

یہ زرمینہ تھی' ہمدردی سے پوچھا تو میرے آنسو ٹپکنے کو بے قرار ہو گئے۔

"لاؤ مجھے دو عید کارڈ' ایسے ایسے شعر لکھ کے دوں گی کہ محبوب تمہارے قدموں میں آگرے گا۔"

وہ دعوے سے بولی تو میں اچھلی۔

"محبوب۔۔۔؟ وہ باجی شکیلہ کا میاں' دفع دور' اسے قدموں میں گرا کے میں مجھے کیا کرنا ہے بھلا' مجھے تو ازمیر بٹ چاہیے بس۔"

زرمینہ کے دانت کچکچانے کی آواز مجھے ایک فٹ دور سے بھی سنائی دے گئی تھی۔

"تم کارڈ تو دو (گدھی) پھر دیکھو میرا کمال (اور اپنی شامت)۔" اس نے تو صرف کارڈ ہی مانگا' باقی کا اندازہ میں نے اس کے تاثرات سے لگا لیا۔

"ایسی ہی بات ہے تو تم مجھے شعر بتا دو' میں خود لکھوں گی اپنے میرو کو۔"

میں نے پس و پیش سے کام لیا تو وہ بھنائی۔

"اعتبار نہ کرنا کبھی اپنی معصوم نند پر۔"

"ویسے آپس کی بات ہے ۔۔۔ تم نے شاید کبھی اپنی لکھائی کا تجزیہ نہیں کیا' یوں لگتا ہے سیاہی کی بوتل سے کوئی کیڑا نکل کر تمہارے پیپر پر سے گزر گیا ہو۔"

یہ چڑیا تھی۔ (بظاہر) میری معصوم سی بہن۔

"بلکہ میں تو بھائی کے کمرے میں صفائی کرنے کے بہانے جا کر کارڈ ان کے تکیے کے نیچے بھی رکھ آؤں گی۔"

زرمینہ کی آفر نے مجھے چاروں شانے چت کر دیا۔

"میں واری' میں قربان (چاہے کتنی نند) ایک تم ہی تو ہو اس گھر میں میری ہمدرد' تب ہی تو مجھے پیاری بھی ہو۔ (گلی کا گند) ہر وقت مینا کی طرح چہکتی 'لائق' نکھٹو' سحر خیزی کی عادت کی وجہ سے ہی تو میں تمہیں جنت کی چڑیا کہتی ہوں' بلکہ ابھی چند لمحے پہلے تم آتیں تو سنتیں میں میرو سے تمہاری کتنی تعریف کر رہی تھی۔" میری تقریر ابھی جاری تھی' مگر زرمینہ کارڈ کھینچ کے یہ جا وہ جا۔ میں نے گہری سانس اندر کھینچی۔

"بڑی خود شناس ہے' ذرا جو خوش ہوئی ہو اپنی جھوٹی تعریفوں سے۔" ایسے ہی حلق خشک کیا۔

میں خوش تھی کہ مفت میں کام نبٹ گیا۔ میں نے زرمینہ سے بطور خاص کہا کہ آخر میں "آپ کی وہ" ضرور لکھنا' اب اتنا تو وہ سمجھ دار تھا ہی کہ سمجھ لیتا اس کی "وہ" کون ہے جیسے میرو میرا "وہ" ہے۔

سحری میں' میں نے کن انکھیوں سے کئی بار اسے دیکھا' مگر وہ ناشتے میں "کھبا" ہوا تھا۔ منگیتر کی طرف سے پہلا پہلا عید کارڈ ملنے کی کوئی خوشی اس کے چہرے سے دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ میں الجھ سی گئی۔

مگر ابو اور چچا جان کے وہاں سے اٹھتے ہی' جی ہاں اس ظالم نے وہی عید کارڈ نکال کر دادو سمیت ہم سب کی آنکھوں کے سامنے نچایا۔

میرا دل تو کیا سارا ناشتہ ہی حلق میں آکے اٹک گیا۔

"یہ کارڈ میرے تکیے کے نیچے کس نے رکھا ہے؟"

اس کا انداز ہی اتنا کڑا تھا کہ ٹیبل کے نیچے میری ٹانگیں لرزنے لگیں۔

آج تو بیچ ٹیبل عزت کا فالودہ ہونے لگا تھا۔

"ہوں۔۔۔ ہو' یہ تو ڈاکیے کا کام ہے' ہمیں کیا پتا۔"

میں نے زبردستی ہنستے ہوئے سب کو تائیدی نظروں سے دیکھا۔

"بہت خوب' یعنی تمہارے "نالائق تجربے" کے مطابق ڈاکیہ آکر اسے بنفس نفیس میرے تکیے کے نیچے رکھ کے گیا ہے؟" وہ طنزیہ بولا تو میز پہ قہقہے بکھر گئے۔

"بھائی! ہو سکتا ہے روی سچ کہہ رہی ہو' ہم تو ہیں پوتی' یہ صبح سویرے اٹھنے والی جنت کی چڑیا' اس نے دیکھا ہو گا۔" زرمینہ نے معصومیت سے کہا تو میرے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

"وہ کیا کہتے ہیں' ہمیں 'نالائق' پوتی۔" فائقہ نے دانت کچکچائے۔

یا اللہ۔۔۔ تو یہ سب سن چکی ہیں؟ کمینیاں۔۔۔ اللہ کرے سب کی سب چشماٹو ہو جائیں۔ یقیناً "صبح سویرے میرا اور میرو کا رومانٹک "ٹاکرا" دیکھنے کو اٹھی مری ہوں گی۔ ہائے۔۔۔ ربا۔ موت کا ایک دن معین اخر۔۔۔ شاید معین ہے۔" کچھ اسی طرح کا مصرع بھی پڑھا تھا۔

"تمہیں تو خوش ہونا چاہیے' ورنہ آج کل اتنی فرصت کسے کہ وہ عید کارڈ لکھ کے بھیجتا پھرے۔"

دادو نے اپنے اکھڑ پوتے کو سمجھایا تو میں نے سب سے پہلے تائید کی۔

"بلکہ تمہیں بھی جواباً" اسے کارڈ بھیجنا چاہیے۔"

یہ تائی اماں تھیں' میری پیاری ساسوماں۔

جی چاہا فوراً" ہی عید کارڈ لکھنے کا الزام قبول کر لوں۔

"جوتے نہ لگاؤں اسے۔"

وہ بھڑکا تو شعلوں کی تپش میرے چہرے تک آئی۔

"ذرا شعر ملاحظہ کریں' کس قدر "اعلا ذوق" ہے کسی کا۔" وہ پورا ہلاکو خان بنا ہوا تھا۔

میں نے روہانسی ہو کر زرمینہ کو دیکھا تو وہ انجان بن گئی۔

عید آئی ہے زمانے میں
ازمیر گر پڑا غسل خانے میں

اس نے طنزیہ انداز میں شعر پڑھا تو میرا ناشتہ باہر نکلنے کو بے تاب ہو گیا۔

"اللہ خیر کرے میرے بچے کی' یہ تو کسی نے بددعا لکھ کے بھیجی ہے۔"

تائی اماں نے ہول کر آیتہ الکرسی پڑھنا شروع کر دی۔

"واقعی' بہت بدذوق ہے کوئی' یعنی گرانے کے لیے اور کوئی "خانہ" نہیں ملا ہے اسے۔" عمر ہنسا۔

"نام تو بتاؤ کیا لکھا ہے۔" ابرار کو تجسس ہوا۔

"وہ تو میں آخر میں ہی بتاؤں گا۔"

وہ کچھ ایسے انداز میں بولا کہ دادا جان کی بندوق کی ساری تاریخ میری آنکھوں کے آگے ناچ گئی۔

عید عید کرتے ہو' عید بھی آجائے گی
پہلے تیس روزے رکھو عقل بھی آجائے گی

"یا خدا۔۔۔" میں غوطہ کھاتے کھاتے رہ گئی۔

وہ سب میر جعفر کی رشتہ دار۔۔۔ خدا گواہ ہے' سب دانت نکوس رہی تھیں۔

یا اللہ۔۔۔ کیا میں معصوم صورت اسی قابل ہوں کہ آخری' روزے کی حالت میں شہید کر دی جاؤں' بھلا اسے کیا ضرورت پڑی تھی کہ یوں میری سحری خراب کرتا پھرے' کارڈ ہی پڑھنا تھا بعد میں پڑھ لیتا' کون سا ٹرین چھوٹی جا رہی تھی۔

اب کیا کروں۔۔۔؟؟ شعر سن سن کے۔۔۔ میری آنکھوں کے آگے چاند تارے تو کیا پورا نظام شمسی ناچ رہا تھا۔ اے اللہ! مجھے معاف کر دے' اب کبھی کسی کا برا نہیں سوچوں گی۔

ازمیر بٹ یاد ہے مجھے تیرا بچپن کا وہ زمانہ
وہ سوکھی سوکھی ٹانگیں' وہ لٹکا ہوا پاجامہ

سب ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے

"یہ تو کوئی گھر کا بھیدی ہے میرو! بچپن کا پیار' تب ہی تو ایسی "یادگار" یادیں سنبھال رکھی ہیں۔" ابرار نے ٹکڑا لگایا۔

"ہاں تو پیاری دادو جان' یہ کارڈ لکھا ہے۔"

ایک کڑی نگاہ مجھ پہ ڈال کے وہ کہتا ہوا ذرا رکا تو میری سانس رکی۔

"ہائے۔۔۔" یہاں ایک شاندار سی ایکٹنگ ضروری تھی' میں لہرا کے میز پہ گری۔

"ہیں۔۔۔ یہ کیا ہوا۔۔۔ روبیا۔۔۔ روی بچے۔۔۔" مختلف آوازیں' متفکرانہ انداز۔

"چچ۔۔۔ بے چاری روبیا' بھائی کی اتنی انسلٹ برداشت نہیں کر پائی۔"

یہ زرمینہ کا متاسفانہ تجزیہ تھا۔

"ہاں' منگیتر جو ہوئی۔"

فائقہ کی کمینگی میں اپنی بے ہوشی کی اداکاری میں بھی محسوس کر رہی تھی۔

مگر کیا کروں' ابھی فی الحال تو میں نے اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ ان ذلیلوں کے متعلق کچھ برا نہیں سوچوں گی' بس ذرا روزہ کھل لینے دیں پھر۔

☆

ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY